75410 ۔ مساجد اور اس كے ملحقات حرام مال سے تعمير كرنے كا حكم

سوال

كيا حرام كمائى كے مال سے مسجد يا محلہ كى مسجد كے محلقات ہال وغيرہ تعمير كرنے جائز ہيں، جو مختلف اغراض مثلا نماز تراويح اور نماز عيدين وغيرہ كے ليے استعمال كيا جاسكے، مسجد كميٹى كو اس كمائى كا علم بھى ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

حرام مال يا تو بعينہ حرام ہوتا ہے، يا پھر حرام كمائى كى وجہ سے حرام.

بعينہ حرام يعنى وہ مال جو فى نفسہ حرام ہو مثلا غصب يا چورى كردہ مال كے متعلق اگر علم ہو كہ يہ فلاں سے چورى كيا گيا ہے تو اس سے فائدہ حاصل كرنا جائز نہيں، بلكہ اسے مالك كو واپس كرنا واجب ہے.

اس غصب كردہ مال سے توبہ كا طريقہ يہ ہے كہ: صاحب مال كو اس كا مال واپس كيا جائے، اور غاصب شخص اگر يہ مال مالك كو واپس كرنے پر قادر ہو تو اس كے ليے غصب كردہ مال مسجد كى تعمير ميں صرف كرنا جائز نہيں ہے.

ليكن اگر وہ مال مالك كو واپس كرنا مشكل ہو (مثلا وہ مال جو بعض حكومتيں لوگوں پر ظلم كر كے مال غصب كرتى ہيں) تو يہ مال مسلمانوں كے مصلحت عامہ ميں صرف كرنے ميں كوئى حرج نہيں، اور اس ميں مسجد كى تعمير بھى شامل ہے.

شيخ الاسلام ابن تيميۃ رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

" اگر مال ناحق حاصل كيا گيا ہو اور اسے مالك تك واپس پہنچانا مشكل ہو مثلا بہت سے سلطانى اموال (وہ اموال جو بادشاہ نے غصب كيے ہيں)؛ ان اموال كو مسلمانوں كے فوائد كے ليے صرف كرنے ميں معاونت كرنا مثلا سرحدوں كى حفاظت، اور فوجيوں كے اخراجات وغيرہ يہ نيكى اور تقوى كے كاموں ميں معاونت ہے؛ جبكہ ان اموال ميں بادشاہ اور حكمران پر واجب تو يہ ہے كہ ـ اگر مال كے مالكوں كا علم نہ ہو اور ان تك اور ان كے ورثاء تك يہ اموال واپس كرنا مشكل ہو ـ وہ اسے مسلمانوں كى مصلحت ميں صرف كر دے ـ اگر وہ ظالم ہے تو توبہ بھى كرے ـ جمہور علماء كرام مثلا امام مالك اور ابو حنيفہ كا قول يہى ہے، اور كئى ايك صحابہ كرام سے بھى منقول ہے، اور شرعى دلائل

بھی اس پر دلالت کرتے ہیں...

اور اگر اس کے علاوہ کسی اور نے یہ اموال چھینے ہوں تو اسے بھی ان اموال میں یہی کام کرنا چاہیے " انتہی

دیکھیں: السیاسۃ الشرعیۃ صفحہ نمبر (35).

لیکن وہ مال جو حرام کمائی سے کمایا گیا ہو وہ ہے جو کسی شخص نے حرام طریقہ سے کمایا ہو مثلا شراب کی تجارت سے، یا پھر سودی کاروبار، یا موسیقی اور گانے بجانے اور زنا وغیرہ کی اجرت حاصل کر کے، تو یہ مال صرف کمانے والے کے لیے حرام ہو گا.

لیکن اگر کوئی دوسرا شخص مباح اور جائز طریقہ سے حاصل کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلا صاحب مال اسے مسجد کی تعمیر کے لیے چندہ اور فنڈ میں دے دے، یا اپنے ملازم کو اس مال سے اجرت اور مزدوری دے، یا اس مال سے اپنی بیوی بچوں کا خرچ کرے، تو ان لوگوں کے لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے، یہ مال ان کے لیے حرام نہیں ہو گا، بلکہ حرام تو اس کے لیے ہے جس نے اسے حرام طریقہ سے کمایا ہے.

اس حرام مال سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اس مال سے چھٹکارا حاصل کیا جائے، اور اسے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں صرف کر دیا جائے، اور اس میں مسجد بھی شامل ہوتی ہے.

امام نووی رحمہ اللہ تعالی " المجموع " میں کہتے ہیں:

" غزالی کہتے ہیں: اگر اس کے پاس حرام مال ہو اور وہ اس سے توبہ کرنا اور بری ہونا چاہے ۔ اگر اس مال کا مالك معین ہو ۔ تو وہ مال اس تك یا اس کے وکیل کو پہنچانا واجب ہے، اور اگر فوت ہو چکا ہو تو اس کے ورثاء کے سپرد کیا جائے.

اور اگر اس کے مالك کا علم نہ ہو، اور اس کی معرفت اور پہچان سے نا امید ہو چکا ہو تو وہ مال مسلمانوں کے عمومی فائدہ اور مصلحت میں خرچ کرنا چاہیے، مثلا پل، سرائے اور مسافر خانے، اور مساجد وغیرہ جس میں سب مسلمان شریك ہوتے ہیں، وگرنہ یہ مال فقراء و مساکین پر خرچ کر دیا جائے... غزالی نے جو یہ بیان کیا ہے اسے اصحاب میں سے دوسروں نے بھی ذکر کیا ہے، وہ اسی طرح ہے جیسے انہوں نے کہا ہے.

کیونکہ اس مال کو ضائع اور تلف کرنا اور سمندر میں پھینکنا جائز نہیں اس لیے مسلمانوں کے عمومی فائدہ اور مصلحت میں خرچ کرنا ہی باقی رہا ، اللہ سبحانہ و تعالی ہی زیادہ علم رکھتا ہے " انتہی

دیکھیں: المجموع للنووی (9 / 330).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

حرام مال سے تعمیر کردہ مسجد میں نماز ادا کرنے کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" اس میں نماز ادا کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ جس نے اسے حرام مال سے تعمیر کیا ہے ہو سکتا اس کی تعمیر کرنے میں اس کی نیت حرام مال سے چھٹکارا حاصل کرنا مقصود ہو، جب اس نے حرام مال سے چھٹکارا حاصل کرنے کے مقصد سے مسجد تعمیر کروائی ہو تو اس کی تعمیر حلالا ہے.

اگرچہ حرام مال سے چٹکارا حاصل کرنے کے لیے مساجد کی تعمیر کا تعین نہیں، بلکہ اگر انسان اسے کسی خیراتی کام میں لگا دے تو بھی مقصد حاصل ہو جاتا ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (12 / سوال نمبر 304) اور الشرح الممتع (4 / 344).

واللہ اعلم .